امام احمد رضا کا نظریہ سائنس

مولانا جلال الدین قادری (کھاریاں گجرات)

برعظیم پاک و ہند پر مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دور اقتدار کے افسوس ناک خاتمہ، جہاد آزادی میں مسلمانوں کی شکست اور غاصب و ظالم انگریزی تسلط و تغلب ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں مکمل ہونے کے بعد اسلامیان ہند کی معاشی اور معاشرتی بدحالی محتاج بیان نہیں (۱)۔ جہاد آزادی میں اگرچہ تمام اقوام ہند شامل و شریک تھیں، مگر عیار ہنود نے اس کی تمام تر ذمہ داری مسلمان پر ڈال دی اور خود انگریزوں کی نگاہوں میں وفادار بن گئے۔ اقتدار کے اندھے نشے میں انگریزوں نے مسلمانان ہند کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اس لیے یہی ان کے مزید ظلم و جفا کا نشانہ بنے۔ انہیں احساس ہوا کہ جب تک مسلمان اپنے مذہبی معتقدات پر کاربند رہیں گے ان کی تسخیر نہ ہو سکے گی۔ اس خطرناک منصوبے پر عمل کے لئے انہوں نے اسلامی معتقدات کو نشانہ اعتراض بنایا۔ عیسائی مشنریوں کی تبلیغ اور سکولوں، کالجوں کی تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اپنے مذہبی معتقدات سے دور کرنے کی بھرپور کوشش شروع کردی۔ لارڈ میکالے نے جو نصاب تعلیم تجویز کیا اس کے اغراض و مقاصد یہی تھے۔ اس کی تعلیمی پالیسی کے یہ جملے اس امر کے اظہار کے لئے کافی ہیں۔

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مزاج اور رائے، زبان اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔" (۲)

لارڈ میکالے کی پالیسی پر عمل در آمد کے لئے دینی مذہبی تعلیمی اداروں کو بند کر دیا گیا۔ ان مدارس و مکاتب کے اوقاف کو ضبط کر لیا گیا۔ (۳)

بد قسمتی سے انگریزی پالیسی سے نام نہاد مسلمان متاثر ہوئے اور ایک طبقہ انگریزی تسلط اور تغلب کو "رحمت" تصور کرنے لگا جس کا اظہار انہوں نے جابجا برملا کیا۔ (۴) نوبت بانیجا رسید کہ انگریزی آقاؤں کی اطاعت کو "فرض" کا درجہ دیا گیا اور قرآن و حدیث کے احکام میں تحریف کر کے اپنے نئے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کی گئی۔ بشیر الدین احمد پسر ڈپٹی نذیر احمد کے الفاظ میں "نیا فرض" سنئے۔

"بقا و قیام سلطنت موجودہ کے لئے جس میں سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے وفادارانہ کوشش کرنا ہر امن پسند رعایا کا فرض عین ہے اور یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

واولی الامر منکم
حکم الہی کا بھی یہی منشا ہے۔" (۵)
لارڈ میکالے کے نصاب تعلیم کا ہمنوا یہ طبقہ اپنے آقاؤں سے بھی دو قدم آگے نکل گیا۔ وفادار ماتحت اپنے آقا کی بات کو ہمیشہ بڑھا کر پیش کرتا ہے جلد ہی ایک وقت آیا کہ بنام مسلمانوں کے اس طبقہ نے کھلم کھلا اسلامی معتقدات کا انکار کرنا شروع کر دیا۔ جس سے مقصود اپنے نئے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔
بلکہ نصوص اسلامیہ کی تاویل ناروا کا ایسا دروازہ کھولا، جو منشا اسلام کے سراسر خلاف تھا۔ اس ضمن میں علی گڑھ کالج (بعد میں یونیورسٹی) کے بانی سر سید احمد خان کا نام سرفہرست ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں تحریف سے کام لیا۔ سید احمد خان کے عقیدت مند الطاف حسین حالی نے لکھا۔
"اگرچہ سرسید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں باایںمہ اس تفسیر کو ہم ان کی مذہبی خدمات میں ایک نہایت جلیل القدر خدمت سمجھتے ہیں۔" (۶)
ترقی کرتے ہوئے اس طبقہ نے نئے علم کلام کی بنیاد عقل اور تجربہ پر رکھی۔ تکمیل کے مراحل طے کرنے کے بعد سید احمد خان کے نزدیک مذہب کی صداقت کا معیار صرف تجربہ اور مشاہدہ رہ گیا۔ سید احمد خان کی دینی و علمی خدمات کی وضاحت کرتے ہوئے الطاف حسین حالی نے لکھا۔
"اس وقت تمام علمی دنیا میں مذہب کی صداقت کا معیار یہ قرار پایا ہے کہ جو مذہب حقائق موجودات اور اصول و تمدن کے برخلاف ہو وہ مذہب سچا نہیں ہو سکتا۔" (۷)
عقل اور پھر تجربہ و مشاہدہ کو مدار صحت مذہب قرار دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان حقائق دینیہ کا انکار کر دیا گیا جو وحی سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کیا گیا۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم میں صرف تجربہ اور مشاہدہ ہی حقائق موجودہ کے لئے مدار صحت قرار دیا گیا۔ قدرت الہی کو فراموش اور پس پشت ڈال کرنئے علم کو جدید سائنس کہا گیا۔
بدقسمتی سے آزادی ہند اور غاصب انگریز کے چلے جانے کے پچاس برس بعد ہماری جامعات اور مدارس کی تعلیم و تربیت کی نہج آج بھی وہی ہے۔ اس میں اصلاح کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مدارس اور ہماری جامعات اچھے ڈاکٹر، اچھے انجینئر، اچھے وکلاء، اچھے سائنس دان اور اچھے اساتذہ پیدا کرنے کے کارخانے تو ہیں مگر ان سے اچھے تعلیم یافتہ مسلمان پیدا نہیں ہو رہے ہیں۔ بالعموم یہ تعلیم یافتہ حضرات یقین کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔ تشکیک ان کا مقدر رہتی ہے۔ ان حضرات میں جو اچھے مسلمان نظر آتے ہیں اس کا سبب گھر کا دینی ماحول اور جامعات سے ہٹ کر دینی تربیت کا میسر آ جانا ہے۔ اس حقیقت سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ یقین و ایمان کی دولت تو دینی تعلیم و تربیت سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں ذہنی تشکیک کی مثال ملاحظہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے۔:

"والقی فی الارض رواسی ان تمیدبکم" (۸)

"اور زمین میں لنگر ڈالے کہ تمہیں لے کر نہ کانپے"

نیز ارشاد ربانی ہے:

والجبال اوتادا" (۹)

"اور (ہم نے) پہاڑوں کو میخیں (بنادیا)"

ان آیات قرآنیہ میں بتایا گیا کہ جب زمین کو پیدا کیا گیا تو اس کو ہلنے سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ پیدا کئے۔ یہ پہاڑ زمین کے لئے بمنزلہ لنگر اور میخ کے ہیں تاکہ زمین کو قرار رہے۔ اس کے برعکس ملک کی ممتاز یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی کے ارباب تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ پہاڑوں کو لنگر اور میخیں بنائے جانے کا تصور "بعض لوگوں کا تصور" ہے۔ قرآنی حقیقت نہیں۔ تحقیق ملاحظہ ہو:

ایک اور بیان جو اس سے قدرے مختلف ہے، یہ ہے کہ صرف وہ چٹان (الصخرہ) جس پر اصلی کوہ قاف قائم ہے، ایک قسم کے زمرد کی ہے، اس چٹان کو الوتد (میخ) بھی کہا گیا ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سہارے کے لئے بنایا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زمین اپنی قوت سے اپنے سہارے پر قائم نہیں رہ سکتی تھی اور اسی لئے اسے اس قسم کے سہارے کی ضرورت ہوئی، اگر کوہ قاف نہ ہوتا تو جیسا کہ الطبری کے فارسی ترجمے میں ہے، زمین برابر کانپتی رہتی اور کوئی جاندار اس پر زندہ نہ رہ سکتا" (۱۰)

"ارباب تحقیق" کے مطابق زمین کے سہارے کے لئے ـ قاف، وتد (میخ) کا تصور بعض لوگوں کا ہے قرآنی حقیقت نہیں۔ اس قرآنی حقیقت کے بارے میں مزید تشکیک پیدا کرنے کے لئے "الطبری کے فارسی ترجمہ" کا حوالہ دیا گیا۔ قرآن مجید کی آیات کو غیر ضروری اور غیر متعلق سمجھا گیا۔

مولوی محمد فیروز الدین نے رائے منشی گلاب سنگھ اور مولوی علی محمد کی امداد سے لغات فیروزی کو تالیف کیا اور اسے سر چارلس امفرسٹن ایچیسن صاحب بہادر لیفٹنٹ گورنر پنجاب کی یادگار ٹھہرایا۔ بدقسمتی سے لغت کی اس کتاب میں بھی مغربی تعلیم کے اثرات موجود ہیں۔ کوہ قاف کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے۔

"ایک مشہور پہاڑ کا حصہ ایشیائی جو روس کے شمال کی طرف واقع ہے اگلے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ پہاڑ دنیا کے چاروں طرف محیط ہے اور عالم کے اردگرد اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ چنانچہ شعراء قاف تا قاف سے سارا عالم مراد لیتے تھے۔ لیکن اس کا باعث صرف علم جغرافیہ سے ناواقفیت تھی۔ فارسی شعراء نے کوہ قاف کو دور تک پھیلا ہوا دیکھ کر اور اس کی آخری حد نہ پا کر ایسا خیال کیا ہوگا کہ شاید یہ ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے۔ لیکن اب یہ خیال غلط نکلا۔" (۱۱)

کوہ قاف کے محیط عالم ہونے کی حقیقت (جس کا بیان

علماء تھے۔ بہت سے خوش نصیب حضرات ان کے دامن گرفتہ تھے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے دور میں قدیم دینی علوم اور جدید سائنسی علوم کے ذریعے اسلامی معتقدات کو نشانہ بنایا گیا تھا اس لئے فیاض فطرت نے آپ کو قدیم دینی علوم اور جدید سائنسی علوم میں نہ صرف مہارت تامہ عطا کی تھی بلکہ ان علوم و فنون میں ناقدانہ اور مجتہدانہ بصیرت و قوت عطا فرمائی تھی۔ تاکہ مجددانہ شوکت سے ان غیر اسلامی عقائد و اعمال اور نظریات کی اصلاح کرسکیں۔ آپ کو بے شمار علوم عطا ہوئے۔ جدید تحقیق کے مطابق ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہے (۱۴)۔ ان میں تفسیر' حدیث' فقہ' اصول' معانی' بیان' بدیع' سلوک' تصوف' طب' ریاضی' طبیعات' فلکیات' ارضیات' ہیئت' منطق' فلسفہ' جبرو مقابلہ' لوگارثم' توقیت' مرایا و مناظر' جفر' جغرافیہ' ارثما طیقی' زیجات اور دیگر علوم شامل ہیں۔ ان علوم میں سے بعض علوم آپ نے اساتذہ سے حاصل کئے اور بعض علوم آپ کے ایجاد کردہ ہیں۔ (۱۵)

درج ذیل سطور میں امام احمد رضا قدس سرہ کی ان مجددانہ خدمات کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے جو سائنس بالخصوص طبیعات' فلکیات اور ارضیات سے متعلق ہیں۔ آپ کے جملہ تجدیدی کارناموں کو بیان کرنے کے لئے مجلات درکار ہیں۔

علوم عقیلہ میں نظریات بالعموم بدلتے رہتے ہیں۔ سائنس خود ترقی پذیر ہے۔ مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں حاصل ہونے والے اصول ایک ہی نہج پر نہیں رہتے۔ ترقی پذیر شے مکمل نہیں ہوتی بلکہ منزل کی تلاش میں رواں دواں رہتی ہے۔ عقل' تجربہ اور مشاہدہ معیار صداقت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بلکہ جن قوموں نے موجودات اور مشاہدہ کو معیار صداقت بنایا وہ دین سے بیگانہ ہوگئے۔ الطاف حسین حالی کی زبان سنئے۔

"اس معیار نے جو نتائج مذاہب کے حق میں پیدا کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ تمام قومیں جو علم اور تمدنی ترقی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں وہ سب رفتہ رفتہ مذہب سے دست بردار ہوجاتی ہیں۔" (۱۶)

اس کے برعکس قرآنی حقائق' حدیث کے ارشادات اور دینی اصول غیر متبدل اور مکمل ہیں۔ معیار حق و صداقت ہیں۔ اس لئے حق یہ ہے کہ علوم فطری' طبیعات' ارضیات اور فلکیات وغیرہ کے تصورات کو غیر متبدل دینی حقانیت پر پیش کیا جائے۔ اگر قرآنی نصوص' حدیث کے ارشادات اور دینی حقائق اس کی تصدیق کردیں تو فبہا ورنہ ان کو اسلامی حقائق کے مطابق ڈھال لیں۔ (۱۷)

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی تصانیف اور فتاویٰ میں یہی معیار رکھا' اسی پر عمل کو راہ ہدایت اور معیار صداقت ٹھہرایا۔ اس کے ماسوا کو ہلاکت اور ضلالت سے تعبیر کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ سائنس کو اسلام کے معیار پر رکھو۔ ان کی متعدد جلیل القدر تصانیف:

صلحاء تھے۔ بہت سے خوش نصیب حضرات ان کے دامن گرفتہ تھے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے دور میں قدیم دینی علوم اور جدید سائنسی علوم کے ذریعے اسلامی معتقدات کو نشانہ بنایا گیا تھا اس لئے فیاض فطرت نے آپ کو قدیم دینی علوم اور جدید سائنسی علوم میں نہ صرف مہارت تامہ عطا کی تھی بلکہ ان علوم و فنون میں ناقدانہ اور مجتہدانہ بصیرت و قوت عطا فرمائی تھی۔ تاکہ مجددانہ شوکت سے ان غیر اسلامی عقائد و اعمال اور نظریات کی اصلاح کر سکیں۔ آپ کو بے شمار علوم عطا ہوئے۔ جدید تحقیق کے مطابق ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہے (۱۴)۔ ان میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، معانی، بیان، بدیع، سلوک، تصوف، طب، ریاضی، طبیعات، فلکیات، ارضیات، ہیئت، منطق، فلسفہ، جبر و مقابلہ، لوگارثم، توقیت، مرایا و مناظر، جفر، جغرافیہ، ارثما طیقی، زیجات اور دیگر علوم شامل ہیں۔ ان علوم میں سے بعض علوم آپ نے اساتذہ سے حاصل کئے اور بعض علوم آپ کے ایجاد کردہ ہیں۔ (۱۵)

درج ذیل سطور میں امام احمد رضا قدس سرہ کی ان مجددانہ خدمات کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے جو سائنس بالخصوص طبیعات، فلکیات اور ارضیات سے متعلق ہیں۔ آپ کے جملہ تجدیدی کارناموں کو بیان کرنے کے لئے مجلّات درکار ہیں۔

علوم عقلیہ میں نظریات بالعموم بدلتے رہتے ہیں۔ سائنس خود ترقی پذیر ہے۔ مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں حاصل ہونے والے اصول ایک ہی نہج پر نہیں رہتے۔ ترقی پذیر شے مکمل نہیں ہوتی بلکہ منزل کی تلاش میں رواں دواں رہتی ہے۔ عقل، تجربہ اور مشاہدہ معیار صداقت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بلکہ جن قوموں نے موجودات اور مشاہدہ کو معیار صداقت بنایا وہ دین سے بیگانہ ہو گئے۔ الطاف حسین حالی کی زبان سنئے۔

"اس معیار نے جو نتائج مذاہب کے حق میں پیدا کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ تمام قومیں جو علم اور تمدنی ترقی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں وہ سب رفتہ رفتہ مذہب سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔" (۱۶)

اس کے برعکس قرآنی حقائق، حدیث کے ارشادات اور دینی اصول غیر متبدل اور مکمل ہیں۔ معیار حق و صداقت ہیں۔ اس لئے حق یہ ہے کہ علوم فطری، طبیعات، ارضیات اور فلکیات وغیرہ کے تصورات کو غیر متبدل دینی حقانیت پر پیش کیا جائے۔ اگر قرآنی نصوص، حدیث کے ارشادات اور دینی حقائق اس کی تصدیق کر دیں تو فبہا ورنہ ان کو اسلامی حقائق کے مطابق ڈھال لیں۔ (۱۷)

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی تصانیف اور فتاویٰ میں یہی معیار بتایا، اسی پر عمل کو راہ ہدایت اور معیار صداقت ٹھہرایا۔ اس کے ماسوا کو ہلاکت اور ضلالت سے تعبیر کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ سائنس کو اسلام کے معیار پر رکھو۔ ان کی متعدد جلیل القدر تصانیف:

معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

فور مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

۳۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

اور فتاوی رضویہ میں اس حقیقت کا بیان دیکھا جاسکتا ہے۔

طبیعات' ارضیات' فلکیات اور دیگر سائنسی علوم میں عام تصور یہ ہے کہ ان علوم کے اصول و قواعد فطری ہیں یعنی موجودات از خود موجود ہیں۔ کسی ایجاد کرنے والے کے محتاج نہیں۔ بظاہر یہ اصول سادہ اور بے ضرر ہے مگر اس کو قبول کر لینے سے خالق موجودات و حقائق پر ایمان حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان اصولوں' حقائق اور موجودات کے خالق کی قدرت پر ایمان کو مضبوط کیا جائے۔ خالق باری تعالی کی قدرت پر ایمان و ایقان کی صورت میں پریشان نظری' بے دینی اور الحاد کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کی موجودہ بے راہ روی دور ہوگی اور انشاء اللہ العزیز ایک حسین اسلامی انقلاب رونما ہوگا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ رضویہ اور تصانیف میں جہاں سائنسی علوم کی غلطیوں کی نشان وہی فرمائی وہیں ذہنوں کو خالق باری عزاسمہ کی قدرت کے قریب کیا۔ عقلیات پر احادیث طیبہ میں بیان حقائق کو فوقیت دی۔ عقلی و نظری تصورات اگرچہ تجربہ و مشاہدہ سے کتنے ہی موید ہوں احادیث طیبہ اور اسلامی معتقدات پر کسی طرح فائق نہیں۔ آپ نے پیکر حسن و جمال' مصدر کرم و کمال' منبع جود و نوال' سرجملہ اسرار' علت ہر علت' سبب ہر سبب' مظہر قدرت' جان عالم حضور پر نور ﷺ کی جانب ملت کا رخ موڑ دیا۔ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب تجزیہ کیا۔

"اقبال نے مسلمانوں کے ذہن و فکر کو قرآن پاک کی طرف موڑ دیا اور مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں کے قلوب کو صاحب قرآن کی طرف موڑ دیا۔" (۱۸)

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے (۱۹)

براعظم پر انگریزی تسلط کے دور مغلوبیت میں امام احمد رضا قدس سرہ کی آواز اسلامی غلبہ و تفوق کی علامت ہے۔ انگریز سائنس دانوں کی نظریات کو ناقابل تردید دلائل سے رد کیا اور اس کا برملا اظہار کیا۔ (۲۰)/(۲۱)

زلزلہ کے بارے میں ایک عام مقبول نظریہ یہ ہے کہ سطح زمین کے اندر گرم مواد موجود ہے جب کبھی یہ آتشی مواد زمین کے کسی نرم حصہ کو پھاڑ کر باہر نکلتا ہے تو زمین کی اس جنبش کو زلزلہ کہتے ہیں۔

علم ارضیات کے اس مقبول عام نظریہ سے دو خرابیاں واضح ہیں۔

۱۔ آتشیں مواد کے خارج ہونے سے زمین کی جنبش کو اگر زلزلہ کا سبب مان لیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک براعظم کی

پوری زمین پر زلزلہ کیوں نہیں آتا جب کہ سطح زمین باہم متصل ہے۔ زمین کے ایک حصہ پر زلزلہ کا ہونا اور دوسرے پر نہ ہونا کیوں کر ممکن ہے حالانکہ ایسا واقع ہے۔

۲۔ زمین کی جنبش اگر از خود ہو تو الحاد و دہریت کا دروازہ کھل جائے گا۔ زلزلہ اگرچہ کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو خالق ارض و سما کی طرف توجہ اور میلان نہیں ہوتا۔ زلزلہ کے مقبول عام نظریہ کا یہ عظیم نقصان ہے۔

سردار مجیب رحمان عطیہ دار علاقہ مجیب نگر' ڈاک خانہ مونڈا' ضلع کھیری (انڈیا) نے ۲۶ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ / مارچ ۱۹۰۹ء کو امام احمد رضا قدس سرہ سے زلزلہ کے سبب کے بارہ میں سوال کیا۔ استفتا میں موصوف نے ایک روایت کا حوالہ بھی دیا جو بعض کتابوں میں بیان کی گئی ہے کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا ایک سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش و حرکت زمین کو ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ اس روایت کے بعد وہی اعتراض پیش کرتے ہیں کہ زمین کے بعض حصہ کو جنبش ہوتی ہے اور بعض حصے سکون میں رہتے ہیں۔(۲۲)

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا اور دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا' اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں۔ سبب حقیقی تو وہی ارادہ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی: مااصابکم من مصیبۃ بما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر(۲۳) تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے' تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔ اور وجہ وقوع (زلزلہ) کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے۔ جس کا نام قاف ہے(۲۴)۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں۔ جس جگہ زلزلہ کے لئے ارادہ الٰہی ہوتا ہے والعیاذ ثم برحمتہ رسولہ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم(۲۵) قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔ صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں ریشے کو حرکت دی گئی۔ پھر جہاں خفیف کا حکم ہوگا اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہوجاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا عنف حرکت سے مادہ کبریتی مشتعل ہوکر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ○(۲۶)

گویا زلزلہ کے تین سبب ہیں۔

۱۔ حقیقی سبب ارادہ الٰہی ہے۔ جہاں ارادہ الٰہی ہوگا زمین کے اسی حصہ پر زلزلہ آئے گا۔

۲۔ بندوں کے اعمال' جن کی بنا پر زمین کو حرکت دی گئی اور بندوں کو اپنے کئے کی سزا ملتی ہے۔

۲۔ کوہ قاف کے ریشوں کی حرکت۔ اللہ تعالیٰ زمین کے جس حصہ پر زلزلہ کا ارادہ فرماتا ہے اسی حصہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے نظریہ کی تائید میں دو دلیلیں نقل فرمائی ہیں۔ ایک حدیث شریف، دوسرا مثنوی مولانا روم کے اشعار

حدیث کی روایت یوں کرتے ہیں:

"امام ابو بکر ابن ابی الدنیا کتاب العقوبات اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال خلق اللہ جبلا قاف یقال محیط بالعالم وعروقہ الی الصخرہ التی علیہا الارض فاذا اراد اللہ ان یزلزل قریتہ امر ذلک الجبل فحرک العرق الذی یلی تلک القریتہ فیز لزلہا ویحرکہا فمن ثم تحرک القریتہ دون القریتہ(۲۷)

اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے۔ جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے۔ یہی باعث کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔"(۲۸)

مثنوی مولانا روم کے سترہ اشعار نقل فرمائے جن میں اس حدیث کا مفہوم بیان ہوا ہے ان میں سے چند اشعار یوں ہیں:

من بہر شہرے رگے وارم نہاں
بر عروقم بستہ اطراف جہاں
حلق چو خواہد زلزلہ شہرے مرا
امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنا نم من آن رگ را البقہر
کہ بداں رگ متصل بودست شہر
چوں بگوید بس، شود ساکن رگم
ساکنم وز روئے فعل اندر تگم

امام احمد رضا قدس سرہ نے فتویٰ کے ابتداء میں اس کا جواب دیا زلزلہ زمین کے وقت زمین کے ایک حصہ کو حرکت ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ ساکن رہتا ہے فرماتے ہیں کہ:

ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جواہر فردہ سے ہے اور ان کا اتصال محال اور جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزاء کو پہنچنا بعض کو نہ پہنچنا مستبعد نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادہ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کے لئے ارادہ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس۔(۲۹)

سوال میں جس روایت کا حوالہ دیا گیا کہ بیل کے سینگ کے بدلنے سے زلزلہ آتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قریب قریب ابتدائے آفرینش کے وقت ہوا جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے لکھتے ہیں:

"عبدالرزاق و فریابی و سعید بن منصور اپنی اپنی سنن میں اور عبداللہ بن حیدر ابن جریر و

ابن المنذر وابن مردویہ و ابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابو الشیخ کتاب العظمہ اور حاکم بافادہ تصحیح متدرک اور بیہقی کتاب الاسماء اور خطیب تاریخ بغداد اور ضیائے مقدسی صحیح مختار میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال ان اول شئی خلق اللہ القلم و کان عرشہ علی الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منہ السموات ثم خلق النون فبسطت الارض علیہ والارض علی ظہر النون فاضطرب النون فماد امت الارض فاثبتت بالجبال۔(۳۰)

اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیام تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا۔ پانی کے بخارات اٹھے۔ ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے پھر مولیٰ عزوجل نے مچھلی پیدا کی۔ اس پر زمین بچھائی۔ زمین پشت ماہی پر ہے۔ مچھلی تڑپی۔ زمین جھونکے لینے لگی۔ اس پر پہاڑ جماکر بوجھ کردی گئی۔ کمال قال تعالیٰ والجبال اوتاد اوقال تعالیٰ والقی فی الارض رواسی ان تمیر بکمO(۳۱)

پروفیسر مولوی حاکم علی نقشبندی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کے استفتاء کے جواب میں امام احمد رضاقدس سرہ نے جو کچھ لکھااس کے مطالعہ سے آپ کے نظریات کھل کر سامنے آتے ہیں۔چند جملے آپ بھی پڑھیں۔

"قرآن عظیم کے وہی معنی لیتے ہیں جو صحابہ تابعین و مفسرین و معتمدین نے لئے۔اب سب کے خلاف وہ معنی لینا جس کا پتہ نصرانی سائنس میں ملے مسلمانوں کو کیسے حلال ہوسکتا ہے۔"(۳۲)

"بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار وسنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم ونبی کریم علیہ افضل الصلاہ والتسلیم ومسئلہ اسلامی واجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے۔اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سچے۔یہ ہے بحمداللہ شان اسلام۔(۳۳)

محب فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دورازکار کرکے سائنس کے مطابق کرلیاجائے۔یوں تومعاذاللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔وہ مسلمان ہوگی تویوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے۔سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیاجائے۔دلائل سے سائنس کو مردود وپامال کردیاجائے۔جابجاسائنسی اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو'سائنس کا ابطال واسکات ہو۔یوں ہی قابو میں آئے گی اوریہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کوباذنہ تعالیٰ دشوار نہیں۔"(۳۴)

حوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:
(ا) الثورہ الہندیہ (عربی)
مصنفہ شہید آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی، ناشر مکتبہ مہریہ،
چشتیاں ضلع بہاول نگر
(ب) باغی ہندوستان اردو ترجمہ الثورہ الہندیہ
مترجم: عبد الشاہد خاں شیروانی ناشر مکتبہ قادریہ، لاہور
۲۔ ---باغی ہندوستان مترجم محمد عبد الشاہد شروانی ناشر مکتبہ
قادریہ، لاہور (۱۹۷۴ء) ص ۱۶۱
۳۔ --ایضا۔ ص ۲۵۵
۴۔ -- تفصیل ملاحظہ ہو:
(ا) حیات جاوید، مصنفہ الطاف حسین حالی
مطبوعہ انجمن ترقی اردو، دہلی (۱۹۳۹ء) جلد اول ص ۹۶
(ب) واقعات دار الحکومت دہلی، مصنفہ بشیر الدین احمد مطبوعہ
اردو اکادمی دہلی (تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۵ء) جلد اول۔ ص ۷۰۲
(ج) مقالات شبلی، ص ۱۶۸
(د) تذکرہ الرشید، مصنفہ عاشق علی میرٹھی۔ محبوب المطابع
دہلی، جلد اول۔ ص ۸۰
(ہ) حیات طیبہ، مصنفہ مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ دہلی۔
ص ۲۹۶
(و) مخزن احمدی، مصنفہ محمد علی مطبوعہ مفید عام آگرہ۔ ص ۹۷
(ز) تریاق القلوب، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی
(ح) تبلیغ رسالت، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ جلد ششم۔
ص ۶۵
(ط) ستارہ قیصرہ، مصنفہ غلام احمد قادیانی
(ی) تاج برطانیہ کی خیر خواہی، مصنفہ الٰہی بخش، رحیم بخش
مرزائی۔ مطبوعہ گجرات (۱۹۱۱ء)
۵۔ --واقعات دار الحکومت دہلی، حصہ اول۔ ص ۷۰۳
۶۔ --حیات جاوید، مصنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ انجمن ترقی
اردو، دہلی (۱۹۳۹ء) جلد اول، ص ۲۰۴
۷۔ --ایضا، جلد دوم۔ ص ۲۷۷
۸۔ --سورہ النحل: ۱۵، سورہ لقمان: ۱۰
۹۔ --سورہ النباء: ۷
۱۰۔ --دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)
شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی، جلد ۱۱۔ ص ۴۸، ۴۹
۱۱۔ --لغات فیروزی (اردو) مصنفہ مولوی محمد فیروز الدین
مطبوعہ مفید عام پریس لاہور (۱۹۱۲ء) ص ۳۵۵
۱۲۔ حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا ظفر الدین بہاری
مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، جلد اول۔ ص ۱
۱۳۔ ایضا ص ۲، ۳
۱۴۔ --قرآن، سائنس اور امام احمد رضا۔ مصنفہ ڈاکٹر لیاقت
علی ڈپٹی کمشنر چکوال مطبوعہ چکوال۔ ص ۱۰، ۱۱
۱۵۔ (ا) الاجازات المتینیہ العلماء مکۃ والمدینہ۔ مولفہ مولانا
حامد رضا بریلوی
(ب) حیات اعلیٰ حضرت، مصنفہ مولانا ظفر الدین
(ج) حیات امام اہل سنت، مولفہ مولانا ڈاکٹر محمد مسعود احمد
مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور۔ ص ۳، ۴
۱۶۔ حیات جاوید، مصنفہ الطاف حسین
مطبوعہ انجمن ترقی اردو، دہلی۔ (۱۹۳۹ء) جلد دوم، ص ۲۲۸
۱۷۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم،

مولفہ محمد جلال الدین قادری
مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور (۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء) ۔ ص ۱۷
تا ۷۷
۱۸۔ اعلیٰ حضرت، ایک جامع شخصیت، از میاں محبوب احمد
چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ
(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۲ء ص ۳۳)
۱۹۔ حدائق بخشش
۲۰۔ -- "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین"
۲۱۔ --"فوز مبین در رد حرکت زمین" میں امریکی مہندس
پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا رد بلیغ ہے۔
۲۲۔ --العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ۔ جلد ۱۲ ص ۱۸۹
۲۳۔ --سورہ الشوریٰ: ۳۱
۲۴۔ --اسی کوہ قاف کو لغات فیروزی میں شاعرانہ تصور سے
تعبیر کیا گیا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ
۲۵۔ --زلزلہ کی آفات سے بچاؤ کے لئے اس کی رحمت اور اس
کے رسول کی رحمت کی پناہ مانگتا ہوں۔
۲۶۔ --فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ بمبئی ۔ جلد ۱۲ ۔ ص ۱۹۱
۲۷۔ --الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۔ علامہ جلال الدین
سیوطی
مطبوعہ مصر ۔ جلد ۶ ۔ ص ۱۰۲
اسی کے ہم معنی روایات تفسیر خازن، جلد ۴ ۔ ص ۱۷۴ تفسیر
صاوی ۔ جلد ۴، ص ۱۱۵، ۱۱۶، ابن کثیر، جلد ۴، تفسیر رازی جلد
۲۸، ص ۱۵۴
میں ہیں۔ ابن کثیر کا ان روایات کو اسرائیلیات کہہ کر رد کر دینا
باعث تعجب ہے، فقیر قادری عفی عنہ
۲۸۔ --العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ

مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی ۔ جلد ۱۲ ۔ ص ۱۹۱
۲۹۔ ایضاً ۔ ص ۱۸۹، ۱۹۰
۳۰۔ --الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، مطبوعہ مصر جلد
ص ۲۴۹، ۲۵۰
۳۱۔ --فتاویٰ الرضویہ ۔ جلد ۱۲ ۔ ص ۱۹۰
۳۲۔ --رسالہ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان
مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ۔ ص ۲۷۶،
مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی
۳۳۔ --محکومیت، مغلوبیت اور مرعوبیت کے دور میں اسلامی
معتقدات پر ایسا ایمان بالجزم ۔ بڑے نصیب کی بات ہے۔ فقیر
قادری عفی عنہ
۳۴۔ رسالہ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان
مشمولہ فتاویٰ الرضویہ
مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی ۔ جلد ۱۲ ۔ ص ۲۸۸